ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی علمی وادبی خدمات کا تحقیقی جائزہ

An Analytical Study of the Scholarly and Literary Contribution of Umul Momineen Hazrat Aisha Siddiqa (R.A)

Fozia Bhatti*
Bashir Ahmed Rind**
Imtiaz Ahmed***

Abstract

Hazarat Ayesha Siddieqa (RA), the daughter of Hazrat Abu Bakr, was the wife of Holy Prophet (PBUH). She was the only one among the wives of Holy Prophet who was unmarried. She was intelligent and intellectual among other women. She had learnt history and genealogy from her father while, she got the eagerness and inclination of poetry from the general disposition of traditional Arabs. After the marriage with Holy Prophet (SAW), she learnt the Quranic exegesis, Hadith, Jurisprudence, Seerat, and Prophetic Medicine from Holy Prophet (PBUH). Due to the intelligence, wisdom, understanding, piousness and modesty, she soon won the attention from The Holy Prophet (PBUH) and became his blue-eyed. She got such attention that no any amongst the wives of Prophet received. Holy prophet (PBUH) loved her too much that could be estimated from the prophet's affection with her that he used to ask the turn of her to be with him. Consequently, the wives of Prophet (PBUH) realized the wish of Prophet and asked Hazrat Ayesha (RA) to stay with prophet in his last days. So, Holy prophet (PBUH) stayed last days in her home and breathed last there. this article will highlight her religious, educational, and literary services.

Keywords: wives of Holy prophets, education, training, generosity, prophetic medicines and literary services

تعارف

حسب ونسب

حضرت عائشہ صدیقہ ،ام المومنین، حبیبۃالرسول، حبیبۃالمصطفیٰ، حبیبۃالحبیب [1]،المبرۃ، طیبہ ، صدیقہ ، موفقہ ،ام عبداللہ، حمیراء، رضی اللہ عنہا[2]، خلیفۂ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحب زادی ۶۱۳ء یا ۶۱۴ء میں پیدا ہوئیں [3]۔ان کے دادا کا نام ابو قحافہ بن عامر تھا، ساتویں جد تیم بن مرہ کی نسبت سے ان کا قبیلہ بنو تیم (یا تیم بن مرہ) کہلاتا ہے۔ آٹھویں پشت مرہ بن کعب پر ان کا نسب آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شجرۂ مبارکہ سے جا ملتا ہے، مرہ آپ کے بھی آٹھویں جد تھے۔ حضرت عائشہ کی والدہ حضرت ام رومان بنت عامر کا اصل نام زینب یا دعد تھا۔ان کے نویں جد غنم بن مالک کی نسبت سے ان کا قبیلہ بنو غنم (یا بنو فراس بن غنم) کہلاتا ہے، یہ بنو کنانہ کی شاخ تھی۔ گیارھویں پشت کنانہ بن مدرکہ پر حضرت ام رومان کا سلسلۂ نسب بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شجرے سے جا ملتا ہے، کنانہ آپ کے چودھویں جد تھے۔ حضرت ام رومان کی پہلی شادی بنو ازد کے حارث بن سخبرہ (یا عبداللہ بن حارث بن سخبرہ) سے ہوئی تھی جن سے ایک

* Research Scholar, Department of Comparative Religion & Islamic Culture, University of Sindh, Jamshoro
** Chairman, Department of Comparative Religion & Islamic Culture, University of Sindh, Jamshoro
*** Research Scholar, Department of Islamic Learning, Karachi University.

بیٹا طفیل پیدا ہوا۔ حارث اپنے کنبے کے ساتھ یمن (یا تہامہ) کے پہاڑی علاقے سراۃ سے مکہ آئے اور حضرت ابو بکر کے حلیف بن گئے۔ حارث کی وفات ہوئی تو حضرت ام رومان حضرت ابو بکر کے عقد میں آ گئیں تو حضرت عبدالرحمن بن ابو بکر اور ام المومنین سیدہ عائشہ کی ولادت ہوئی۔ حضرت عائشہ ہجرت سے نو سال قبل شوال ۴ یا ۵ ، نبوی (جولائی ۶۱۴ء) میں پیدا ہوئیں۔ وہ دختر رسول حضرت فاطمہ سے آٹھ سال چھوٹی تھیں[4]۔

قبول اسلام

ابن ہشام کی مرتب کردہ فہرست کے مطابق قبول اسلام میں حضرت عائشہ کا نمبر اٹھارواں تھا۔ ان کی بڑی بہن حضرت اسماء نے اسلام کی طرف سبقت کی تو وہ بھی صغر سنی میں مسلمان ہو گئیں۔ فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے ہوش میں والدین کو دین پر کاربند ہی دیکھا ہے۔ کوئی دن ایسا نہ گزرتا تھا کہ رسول للہ صلی للہ علیہ وسلم صبح وشام ہمارے گھر نہ آتے ہوں[5]۔

حضور ﷺ سے نکاح

حضور اکرم ﷺ کے ساتھ ان کا نکاح نبوت کے گیارہویں سال ماہ شوال میں ہوا۔ اس لحاظ سے آپ رضی اللہ عنہا کی نکاح کے وقت عمر چھ سال بنتی ہے۔ ابن سعد نے الطبقات الکبری میں نکاح کے وقت ان کی عمر 9، 7، 6 برس بتائی ہے۔[6] رخصتی کے وقت ان کی عمر مبارک نو سال کی تھی۔ نکاح مکہ مکرمہ میں ہوا اور رخصتی ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں سن نو ہجری میں ہوئی۔

وفات

حضرت عائشہ نے ۱۷، رمضان ۵۷ھ (۱۹ رمضان ۵۸ھ: ابن سعد، ۱۳ جولائی ۶۷۸ء) بروز منگل چھیاسٹھ برس کی عمر میں وفات پائی۔ انھوں نے اپنے بھانجے حضرت عبداللہ بن زبیر کو وصیت کی کہ مجھے جنت البقیع میں باقی ازواج مطہرات کی قبروں کے ساتھ رات کے وقت سپرد خاک کیا جائے۔ اپنے حجرے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تدفین کرنے سے منع کر دیا اور کہا: میں نہیں چاہتی کہ دوسری ازواج سے بڑھ کر مجھے سراہا جائے[7]۔ وتر ادا کرنے کے بعد گورنر مدینہ مروان بن عبدالملک کے نائب حضرت ابوہریرہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ مدینہ کے بالائی علاقوں سے کئی لوگ جنازے میں شرکت کے لیے آئے۔ زیتون کے تیل میں بھگوئے ہوئے پارچے لکڑیوں پر لٹکا کر روشن کیے گئے اور جنازہ قبرستان کی طرف لے جایا گیا۔ عورتوں کی ایک کثیر تعداد جنت البقیع میں موجود تھی۔ قبر کے گرد پردہ تانا گیا، قبر میں حضرت عائشہ کے بھانجے حضرت عبداللہ بن زبیر، عروہ بن زبیر اور حضرت ابو بکر کے پوتے قاسم بن محمد، عبداللہ بن محمد اور عبداللہ بن عبدالرحمن اترے۔[8]

علمی وادبی خدمات:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے افراد معاشرہ کی تعلیم و تربیت میں بے مثال کارنامے سرانجام دیے ہیں۔ خاص طور پر عورتوں کی تعلیم و تربیت میں ان کے کارنامے زیادہ نمایاں ہیں۔ اس حوالے سے ان کی علمی خدمات میں عورتوں کی تعلیم و تربیت کو اہم حیثیت حاصل

ہے۔اس کے ساتھ ساتھ ان کی عمومی علمی خدمات، تفسیر، حدیث اور فقہ کی خدمات کو بھی ان کی علمی خدمات میں شمار کیا جاسکتا ہے۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی علم تفسیر و حدیث میں خصوصیت کی اہم وجہ ادب عربی میں مہارت کاملہ تھی۔آپ رضی اللہ عنہا شاعری اور، جاہلی عربی ادب میں بڑی مہارت رکھتیں تھیں۔اس تناظر میں ان کی علمی خدمات کو مندرجہ ذیل حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی علمی خدمات

-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عورتوں کی تعلیم و تربیت میں خدمات

-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شاعری اور، جاہلی عربی ادب میں خدمات

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی علمی خدمات

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کی اللہ تعالیٰ نے خصوصی طور پر رہنمائی فرمائی۔قرآن شریف میں ان کے بارے میں خصوصی احکامات ارشاد فرمائے۔انہیں اپنے گھروں میں رہنے کی تلقین فرمائی اور فرمایا: (واذكرن ما يتلٰى فى بيوتكن من أيات الله والحكمة)[9]

"تمہارے گھروں میں حکمت اور اللہ کی آیات کی جو تلاوت کی جاتی ہے اس کو تم (اے ازواج مطہرات) یاد کرو"

ازواج مطہرات کے گھر رسول اللہ کے گھر تھے جن میں اللہ کی آیات و حکمت کی تلاوت کی جاتی تھی یہاں پر آیات اللہ اور حکمت کی تلاوت اور تعلیم کرنے والے رسول اللہ تھے۔اس تلاوت و تعلیم سے دوسری ازواج مطہرات نے بھی استفادہ فرمایا لیکن جو استفادہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو نصیب ہوا، کسی اور کو نصیب نہیں ہوا۔انہوں نے رسول اللہ کے گھر سے آیات اللہ کی اس طرح تعلیم حاصل کی کہ وہ مفسرۂ قرآن بن گئیں اور حکمت کی تعلیم سے محدثہ و فقیہہ بن گئیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بحیثیت مفسرۂ قرآن

عروہ بن زبیر نے حضرت عائشہ سے استفسار کیا،اللہ تعالیٰ کے ارشاد: (حتى اذا استيئس الرسل وظنوا انهم قد كذبوا جآء هم نصرنا)[10]،"جب نوبت یہاں تک آپہنچی کہ رسول اپنی قوموں سے مایوس ہوگئے اور لوگوں نے بھی گمان کیا کہ ان کو جھوٹ ڈراوے سنائے گئے تو یکایک ہماری مدد پیغمبروں کو پہنچ گئی" میں لفظ 'كذبوا' ہے یا 'كذبوا'؟ حضرت عائشہ نے دوسری صورت 'كذبوا' (بمعنی: رسول جھٹلائے گئے) بتائی۔عروہ نے کہا: رسولوں کو تو یقین تھا کہ انھیں جھٹلایا جارہا ہے،اس میں گمان کی کیا بات؟ میرا خیال ہے، یہاں 'كذبوا' (مطلب: رسولوں سے جھوٹا وعدہ کیا گیا) ہونا چاہیے۔حضرت عائشہ نے فرمایا: معاذاللہ، پیغمبر اپنے رب کے متعلق ایسا سوچ بھی نہ سکتے تھے۔پھر وضاحت کی کہ اہل ایمان پر ٹوٹنے والی آزمائشوں نے طول پکڑا اور اللہ کی مدد میں تاخیر ہوئی تو رسول اپنی قوموں سے مایوس ہوئے اور انھیں گمان ہونے لگا کہ ان کے پیروکار بھی انھیں جھوٹا نہ سمجھنے لگیں، تب اللہ کی مدد آئی[11]۔

حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ، میں کتاب للہ میں پائی جانے والی سخت ترین آیت کو جانتی ہوں۔کون سی ہے وہ آیت؟دریافت فرمایا۔بتایا: (من يعمل سوء ا يجزبه)[12]،"جو کوئی برائی کرے گا، اس کا بدلہ پائے گا"۔آپ نے فرمایا: عائشہ، تو جانتی

ہے، کسی مسلمان پر کوئی مصیبت آتی ہے یا اسے کانٹا بھی چبھتا ہے تو اس کے برے عمل کی سزا بن جاتا ہے۔ہاں، روز قیامت جس کا حساب ہوا، عذاب پائے گا۔ حضرت عائشہ نے کہا: کیا اللہ نے نہیں فرمایا: (فاما من اوتی کتٰبه بیمینه فسوف یحاسب حسابا یسیرا)[13]، "تو جسے اس کا نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں دیا گیا، وہ جلد آسان حساب کیا جائے گا" ۔آں حضور صلی للہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس سے مراد صرف اعمال کا پیش کرنا ہے۔ جس کا کڑا حساب ہوا، اس کو ضرور عذاب ہو گا[14]۔

عن امیة، انها سالت عائشة، عن قول الله تعالی: وإن تبدوا ما في انفسكم او تخفوه یحاسبكم به الله سورة البقرة وعن قوله: من یعمل سوءا یجز به سورة النساء ، فقالت: " ما سالني عنها احد منذ سالت رسول الله صلی الله علیه وسلم، فقال: هذه معاتبة الله العبد فیما یصیبه من الحمی والنكبة حتی البضاعة یضعها في كم قمیصه فیفقدها فیفزع لها حتی إن العبد لیخرج من ذنوبه كما یخرج التبر الاحمر من الكیر امیہ نے حضرت عائشہ سے اللہ تعالٰی کے ان دوارشادات کا مطلب پوچھا: (وان تبدوا ما فی انفسكم او تخفوه یحاسبكم به الله)[15]، "اگر تم اپنے دلوں کی بات ظاہر کرو گے یا چھپاؤ گے، اللہ اس کا حساب لے کر رہے گا" اور (من یعمل سوء ا یجزبه)[16]، "جو کوئی برائی کرے گا، اس کا بدلہ پائے گا" ۔انھوں نے کہا: جب سے میں نے رسول اللہ صلی للہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا، کسی نے مجھ سے یہ بات نہ پوچھی۔آپ نے فرمایا تھا: یہ اللہ کا اپنے بندے پر خفگی کا اظہار کرنا ہے۔وہ اسے بخار اور کسی مصیبت میں مبتلا کرتا ہے، حتیٰ کہ وہ اپنی قمیص کی آستین میں کوئی چیز رکھ کر بھول جاتا ہے اور پھر پریشان ہوتا ہے۔ایسی تکالیف اور پریشانیاں دیکھ کر بندۂ خدا اپنے گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے، گویا سرخ سونا بھٹی سے نکل آیا[17]۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی للہ علیہ وسلم نے (معاذ اللہ) وحی میں سے اگر کچھ چھپانا ہوتا تو یہ آیت چھپاتے: (واذ تقول للذی انعم الله علیه وانعمت علیه امسک علیک زوجک واتق الله وتخفی فی نفسک ما الله مبدیه وتخشی الناس والله احق ان تخشه)[18]، "اے نبی، وہ وقت یاد کریں، جب آپ اس شخص سے کہہ رہے تھے جس پر اللہ نے (نعمت اسلام سے نواز کر) اور آپ نے (آزادی بخش کر) احسان کر رکھا تھا کہ اپنی بیوی کو روکے رکھو اور اللہ سے ڈرو۔اس وقت آپ اپنے دل میں وہ بات چھپائے ہوئے تھے جسے اللہ ظاہر کرنے والا تھا۔آپ لوگوں سے ڈر رہے تھے، حالاں کہ اللہ اس بات کا زیادہ حق رکھتا ہے کہ آپ اس سے ڈرتے" ۔پھر جب آپ نے حضرت زینب سے نکاح کیا تو لوگوں نے اعتراض کیا کہ اپنے منہ بولے بیٹے کی مطلقہ سے بیاہ کر لیا۔تب اللہ کا فرمان اترا: (ما كان محمد ابآ احد من رجالكم)[19]، "محمد تمھارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں" ۔رسول اللہ صلی للہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ کو ان کے بچپن ہی میں منہ بولا بیٹا بنا لیا تھا، اس لیے وہ زید بن محمد کے نام سے جانے جاتے تھے، تاہم حسب ذیل فرمان خداوندی نازل ہونے کے بعد ان کی یہ حیثیت ختم ہو گئی اور انھیں زید بن حارثہ کی نسبت واپس مل گئی: (وما جعل ادعیآء كم ابنآء كم ذٰلكم قولكم بافواهكم والله یقول الحق وهو یهدی السبیل. ادعوهم لأبآءهم هو اقسط عند الله فان لم تعلموا أبآء هم فاخوانكم فی الدین وموالیكم)[20]، "اللہ نے تمھارے لے پالکوں کو تمھارے بیٹے قرار نہیں دیا۔یہ تو تمھارے مونہوں سے نکلی ہوئی بات ہے۔اللہ

حقیقت بتاتا اور سیدھی راہ دکھاتا ہے۔ منہ بولے بیٹوں کو ان کے باپوں کی نسبت سے بلاؤ۔ یہی اللہ کے ہاں زیادہ قرین انصاف ہے۔ اور اگر تم ان کے آباواجداد کو نہیں جانتے تو یہ تمھارے دینی بھائی اور رفقائے قبیلہ ہیں" [21]۔

حضرت عائشہ نے رسول اللہ صلی للہ علیہ وسلم سے استفسار کیا: کیا اللہ کے فرمان (والذین یؤتون مآ اٰتوا وقلوبھم وجلة انھم الٰی ربھم رٰجعون. اولٰئک یسٰرعون فی الخیرٰت وھم لھا سٰبقون)[22]، "اور جو دیتے ہیں جو کچھ بھی دیتے ہیں، اس حال میں کہ ان کے دل یہ سوچ سوچ کر کانپتے رہتے ہیں کہ انھیں اپنے رب کی طرف پلٹنا ہے۔ یہی لوگ ہیں جو نیکیوں کی طرف لپکتے ہیں اور انھیں سب سے پہلے پالیتے ہیں" میں بیان کردہ لوگ وہ ہیں جو (برے اعمال کرتے ہیں، مثلاً) شراب پیتے ہیں، زنا میں ملوث ہوتے ہیں اور چوریاں کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: نہیں، بنت صدیق، یہ وہ مومن ہیں جو روزے رکھتے ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں، صدقے دیتے ہیں، پھر بھی ڈرتے ہیں کہ ان کی قبولیت نہ ہوگی۔ یہی لوگ ہیں جو نیکیوں کی طرف لپکتے اور (انجام کار) ان کی طرف سبقت لے جاتے ہیں [23]۔

حضرت عائشہ نے رسول اللہ صلی للہ علیہ وسلم سے استفسار کیا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: (والارض جمیعا قبضته یوم القیٰمة والسمٰوٰت مطویٰتٌ بیمینه)[24]، "روز قیامت پوری زمین اللہ کی مٹھی میں ہوگی اور تمام آسمان اس کے دست راست میں لپٹے ہوں گے"۔ اور پھر یہ ارشاد کیا: (یوم تبدل الارض غیر الارض والسمٰوٰت)[25]، "اس دن اس زمین اور ان آسمانوں کو دوسری زمین، دوسرے آسمانوں سے بدل دیا جائے گا" اس روز لوگ کہاں ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: پل صراط پر ہوں گے [26]۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: (ولا تجھر بصلاتک ولا تخافت بھا وابتغ بین ذٰلک سبیلا)[27]، "اپنی نماز زیادہ بلند آواز سے نہ پڑھو، نہ ہی اسے بہت پست رکھو، بین بین کا راستہ اختیار کرو"۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں: یہ فرمان دعا کے بارے میں نازل ہوا [28]۔ دعا اتنی اونچی آواز میں مانگنی چاہیے کہ آدمی خود کو سنا رہا ہے، دوسروں کو نہیں بتا رہا۔ ابن حجر کہتے ہیں کہ دعا کو نماز اس لیے کہہ دیا گیا، کہ نماز دعا کے بغیر مکمل نہیں ہوتی۔ نماز کے علاوہ دعا مانگی جارہی ہو تو بھی یہی حکم ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بحیثیت محدثہ

حضرت عائشہ سے مروی احادیث کی تعداد دو ہزار دو سو دس ہے۔ ان میں سے دو سو چھیاسی احادیث صحیحین کا حصہ ہیں۔ ان میں سے چون صرف بخاری میں، انہتر صرف مسلم میں اور ایک سو چوہتر متفق علیہ ہیں۔ حضرت عائشہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم، اپنے والد حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت فاطمہ، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت اسید بن حضیر، حضرت جدامہ بنت وہب اور حضرت حمزہ بنت عمرو سے احادیث روایت کیں۔ ان سے روایت کرنے والے صحابہ میں شامل ہیں: حضرت عمر، ان کے بیٹے حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت ابوہریرہ، حضرت ابوموسیٰ اشعری، حضرت زید بن خالد، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت ربیعہ بن عمرو، حضرت سائب بن یزید، حضرت صفیہ بنت شیبہ، حضرت عبداللہ بن عامر اور حضرت عبداللہ بن حارث۔ ان کے اہل خانہ میں سے ان لوگوں نے ان سے حدیث اخذ کی: ان کی بہن ام کلثوم بنت ابو بکر، ان کے رضاعی بھائی حضرت عوف بن حارث، ان کے بھتیجے قاسم بن محمد، بھتیجیاں حفصہ اور اسماء بنت عبدالرحمن، پوتے

عبداللہ بن ابوعتیق اور محمد بن عبدالرحمن ، بھانجے عبداللہ اور عروہ بن زبیر، حضرت اسماء کے پوتے عباد اور حبیب بن عبداللہ ، حضرت عبداللہ بن زبیر کے پوتے عباد بن حمزہ، بھانجی عائشہ بنت طلحہ۔ حضرت عائشہ کے آزاد کردہ ابو عمر، ذکوان، ابویونس اور ابن فروخ۔ کبار تابعین میں سے حسب ذیل علم حدیث میں حضرت عائشہ کے خوشہ چیں ہیں: سعید بن مسیب، عمرو بن میمون، علقمہ بن قیس، مسروق، عبداللہ بن حکیم، اسود بن یزید، عطاء بن ابورباح، عکرمہ، مجاہد، میمون بن مران، نافع بن جبیر، ابوعثمان نہدی، ابوسلمہ بن عبدالرحمن اور ابووائل۔ حضرت عائشہ کی شاگرد خواتین میں سے حفصہ بنت سیرین، عمرہ بنت عبدالرحمن اور عائشہ بنت طلحہ امتیازی مقام رکھتی ہیں۔ان کے مرد شاگردوں میں عروہ بن زبیر، قاسم بن محمد، ابوسلمہ بن عبدالرحمن اور مسروق نمایاں مقام رکھتے ہیں۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ما اشکل علینا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث قط فسئلنا عائشۃ الا وجدنا عندھا منہ علما[29]

"اصحاب رسول اللہ کو جو بھی مشکل مسئلہ پیش آتا تھا۔اس کے بارے میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کرتے تھے تو ان کے ہاں سے اس بارے میں علم پاتے تھے"

حدیث کے مشہور امام اور محدث زھریؒ فرماتے ہیں:

لو جمع علم الناس کلھم ثم علم ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم لکانت عائشۃ اوسعھم علما [30]

"اگر تمام لوگوں کا علم جمع کیا جائے پھر ازواج مطہرات کا علم جمع کیا جائے تو عائشہ رضی اللہ عنہا کا علم ان سب سے زیادہ وسیع ہوگا"

بلاذری نے قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ اس نے فرمایا:

کانت عائشۃ قد استقلت بالفتوی زمن ابی بکر و عمر وعثمان وھلم جری الی ان مات[31]

"ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مستقل فتوے دیا کرتی تھیں، یہ سلسلہ ان کی وفات تک جاری رہا۔"

احادیث کی کتب ام المؤمنین کی مرویات سے بھری پڑی ہیں۔ان کی تفصیلی روایات کا بیان طوالت کے باعث اس جگہ زیر بحث لانے سے گریز کیا جاتا ہے، البتہ اس کا ذکر ناگزیر ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مرویات دو ہزار دو سو دس احادیث کو پہنچی ہیں، امام بخاری اور امام مسلم نے ایک سو چوہتر احادیث پر اکتفا کیا ہے اور امام بخاری نے چون(54) احادیث منفردا نقل کی ہیں اور امام مسلم نے انہتر(69) احادیث منفردا اپنی صحیح مسلم میں جمع کی ہیں۔[32]

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بحیثیت فقیہہ

تفسیر اور حدیث کے بعد فقہ میں بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بڑا مقام تھا۔ مشہور تابعی حضرت عطا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

کانت عائشۃ افقہ الناس واعلم الناس واحسن الناس رایا فی العامۃ [33]

"بی بی عائشہ رضی اللہ عنہالوگوں میں سب سے زیادہ فقیہہ، سب سے زیادہ عالمہ اور سب سے زیادہ خوبصورت رائے رکھنے والی تھیں۔"

مشہور تابعی عروہ فرماتے ہیں کہ:

ما رئیت احدا اعلم بفقه ولاطب ولا شعر من عائشة[34]

"میں نے فقہ، طب اور شعر میں عائشہ رضی اللہ عنہاسے زیادہ بڑاعالم کوئی نہیں دیکھا"

علم الفرائض (علم میراث) فقہ کاایک اہم موضوع ہے جس سے مراد میت کے ورثہ اور ترکہ کی تقسیم کا علم ہے۔ عروہ سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ وہ فرماتے ہیں:

مارئیت احدا اعلم بشعر ولا فریضة ولا اعلم بفقه من عائشة[35]

"میں نے شعر، فرائض اور علم فقہ میں عائشہ رضی اللہ عنہاسے زیادہ جاننے والا کسی کو نہیں دیکھاہے۔"

عن ابن شهاب انه قال سمعت ابا بكر بن عبد الرحمان يقول ما ادركت احدا من فقهائنا الا وهو يقول هذا يريد قول عائشة[36]

"ابن شہاب سے مروی ہے کہ میں نے ابو بکر بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے سناوہ کہہ رہے تھے کہ ہمارے زمانے کے جتنے بھی فقہاء کو میں جانتاہوں وہ کہتے تھے کہ یہی عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے۔"

عطاء بن ابی رباح کہتے ہیں:

كانت عائشة افقه الناس واحسن الناس رايا فى العامة وقد كان عمر رضى الله عنه يستشيرها فى كل ما يتعلق بامور النساء و احوال رسول الله البيتية [37]

"بی بی عائشہ رضی اللہ عنہالوگوں میں سب سے زیادہ فقیہہ تھیں اور عام لوگوں میں سب سے زیادہ اچھی رائے رکھنے والی تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ عورتوں سے متعلق تمام معاملات میں انہی سے مشورہ فرماتے تھے اور رسول اللہ کے گھر کے احوال کے بارے میں انہیں سے رائے لیتے تھے۔"

مصنف محمد برہان کہتے ہیں:

لقد عائشة السيدة بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم لتصحيح رأى الناس فى المرأة العربية فقد جمعت رضى الله عنها بين جمع جوانب العلوم الاسلامية فهى السيدة المفسرة العالمة المحدثة الفقيهة[38]

"حضرت عائشہ سیدہ رضی اللہ عنہارسول اللہ ﷺ کے بعد عرب عورتوں کے بارے میں لوگوں کی آراء کی اصلاح کے لیے زندہ رہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا تمام علوم میں مہارت رکھتی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہاسیدہ، مفسرہ، عالمہ، محدثہ اور فقیہہ تھیں۔"

مشہور مالکی مسلک کے عالم حافظ ابن عبدالبر لکھتے ہیں کہ:

ان عائشة كانت وحيدة بعصرها فى ثلاثة علوم: علم فقه وعلم طب و علم شعر[39]

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے زمانے کے اندر تین علوم: علم فقہ، علم طب اور علم شعر میں یکتائے روزگار تھیں"

یہی وجہ تھی کہ صحابہ کرام ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے اکتساب فیض فرماتے تھے اوران کی رائے سامنے آنے کے بعد اپنے رائے سے رجوع کر لیتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو موزوں پر مسح کے بارے میں جب ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا مسلک بتایا گیا توانہوں نے اپنے رائے سے رجوع کر لیا۔ چنانچہ روایت ہے کہ:

عن سالم بن عبداللہ: ان عبداللہ یعنی ابن عمر کان یصنع ذالک یعنی یقطع الخفین للمراۃ المحرمۃثم حدثتہ صفیۃ بنت ابی عبید ان عائشۃ رضی اللہ عنہا حدثتھا: ان رسول اللہ ﷺ قد کان رخص للنساء فی الخفین فترک ذالک حوالہ [40]

" سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ یعنی ابن عمر رضی اللہ عنہ یہ کرتے تھے یعنی احرام والی عورت کے موزوں کو کاٹنے کا حکم دیتے تھے، جب صفیہ بنت ابی عبید نے ان کو بتایا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو موزوں کے معاملے میں رخصت عنایت فرمائی ہے، تواس نے ایسا کرنا چھوڑ دیا۔"

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی ایک بیع کو سود قرار دینا

بیع کا کوئی ایک معاملہ زید بن ارقم رضی اللہ عنہنے کسی عورت کے ساتھ کیا، شاید وہ اس کے جواز کے قائل تھے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسے سود قرار دیا اور سخت تنبیہ فرمائی۔ یہ بات بھی ان کے تفقہ کی دلیل ہے۔

عن ابی العالیۃ قال کنت عند عائشۃ فقالت لھا امرأۃ انی بعت زیدبن ارقم جاریۃ لی الی عطائھبثمان مائۃ درھم فانہ اراد ان یبیعھا فاشتریتھا منہ بستمأئۃ فقالت بئسما شریت وبئسما اشتریت ابلغی زیدین ارقم انہ قد ابطل جھادہ مع رسول اللہ ﷺ۔ ان لم یتب فقالت یا ام المؤمنین أرأیت ان لم اخذ الاراس مالی فقالت فمن جاءہ موعظۃ من ربۃ فانتھی فلہ ماسلف وامرہ الی اللہ[41]

"ابو العالیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا، کسی عورت نے اسے کہا: میں نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کو اپنی ایک باندی آٹھ سو درہموں میں بیچی اور اس نے ارادہ کیا کہ اسے بیچے تو میں نے اس سے وہ چھ سو درہموں میں خرید لی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تم نے بہت برا بیچا اور برا خرید کیا۔ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کو یہ بات پہنچادے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جو جہاد کیا اسے ضایع کر دیا۔ اگر توبہ نہ کی تو عورت نے کہا اے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کیا خیال ہے کہ اگر میں اپنی اصل قیمت کے علاوہ کچھ نہ لوں؟ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ آیت تلاوت فرمائی ترجمہ: جس کے پاس اپنے رب کی طرف سے نصیحت آئی پھر وہ رک گیا تو اسکے لئے جائز ہے وہ جو گذرا اور اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے۔"

ولی کے بغیر نکاح

عام طور پر یہ مسئلہ مشہور ہے کہ باپ ہی بیٹی کا وارث ہے اور اس کی مرضی کے بغیر بیٹی شادی نہیں کر سکتی بلکہ بہت سی احادیث میں ہے کہ جو عورت اپنے وارث کے بغیر نکاح کریگی تو اس کا نکاح باطل ہے۔ لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بھانجی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا

بنت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کا ان کے والد کی غیر موجودگی میں نکاح کرادیا۔ والد نے اعتراض بھی کیا۔ بعض روایتوں میں ہے کہ وہ اس وقت شہر سے باہر تھا۔ جب واپس آیا، واقعہ کا علم ہوا تو اعتراض کیا، جس پر حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے غصہ میں آکر منذر (جس کے ساتھ بھانجی کا نکاح کیا) کو فرمایا تم اس پر عمل جاری رکھو۔اس کے بعد عبدالرحمٰن بھی راضی ہو گئے۔[42]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عورتوں کی تعلیم وتربیت میں خدمات

حضور علیہ السلام کے پاس عورتیں خواتین سے متعلق، خصوصی طور پر نسوانی مسائل دریافت کرنے آتی تھیں۔ آنحضرت ان کو مسائل سمجھاتے تھے لیکن بعض عورتوں کو مسائل سمجھنے میں نہیں آتے تھے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان کو اپنے ساتھ لے جاتی تھی اور ان کو وہ مسائل سمجھاتی تھی۔

عن عائشة ان امرأة سئلت النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن غسلها عن المحیض فامرها کیف تغتسل قال هذا فرصة من مسك فتطهری لها قالت کیف اتطهر قال تطهری بها قالت کیف قال سبحان اللہ تطهری لها فاجتبذتها الی فقلت تتبعی لها اثرالدم[43]

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حیض سے پاک ہونے کے لیے غسل کے بارے میں پوچھ رہی تھی، توان کو حکم دیا کہ وہ کس طرح غسل کرے۔ فرمایا کہ مشک کا ایک مقدار اٹھا کر اس سے پاکائی کر۔ تو اس نے کہا کیسی پاکائی کروں؟ کہا اس سے پاکائی کرلو۔ عورت نے کہا کیسی کروں؟ فرمایا۔ سبحان اللہ پاکائی کرلے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں اس کو اپنے پاس لیے گئی اور کہا اس کے ساتھ خون کے نشانات کو صاف کردے۔"

اس طرح کی کئی احادیث کتابوں میں مروی ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آتی تھیں اور ان کے ذریعے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسائل معلوم کرتی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس بارے میں ان کی مدد کرتی تھیں۔

اس کے علاوہ بالواسطہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا خواتین کے سوالات کے جوابات دیا کرتی تھیں اور ان کو مسائل کی تعلیم فرمایا کرتیں تھی۔ چنانچہ روایت ہے

عن امیة انها سألت عائشة عن قول اللہ عز وجل ان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوه یحاسبکم به اللہ وعن قوله ومن یعمل سوء یجز به[44]

" امیہ نامی ایک عورت نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اللہ عزوجل کے اس قول: ان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوه یحاسبکم به اللہ اور اللہ کے قول: ومن یعمل سوء یجز به کے بارے میں سوال کیا۔ فرمایا: مجھ سے اس بارے میں کسی نے سوال نہیں کیا جب سے میں نے رسول اللہ سے پوچھا ہے پھر فرمایا: یہ اللہ کی بندے کے لئے سزا ہے، جو اس کو بخار یا کسی اور تکلیف کے صورت میں پہنچتی ہے۔ یہاں تک کہ مال جو قمیص کے جیب میں رکھتا ہے اور وہ گم ہو جاتا ہے اور اس سے وہ پریشان ہوتا ہے یہاں تک کہ بندہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جس طرح سونا آگ سے لال ہو کر نکلتا ہے"

اس طرح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا کے عورتوں کو سیدھے طریقے سے تعلیم دینے اور ان کی تربیت کرنے کے کئی واقعات بھی کتب حدیث میں محفوظ ہیں۔ دوسرے الفاظ میں ان کی تلمیذات و طالبات علم کے کئی واقعات دینی کتب میں بکھرے پڑے ہیں۔ ان کی تلمیذات کی تفصیل درج ذیل ہے:

1. بنت یزید العبشیہ (جس کو تبالہ بھی کہتے ہیں)
2. جمیلہ بنت عباد
3. ذفرہ بنت غالب
4. زینب بنت محمد بن عبداللہ بن عمرو بن العاص، اس کو زینب السہمیہ بھی کہتے تھے
5. سلمیٰ البکریۃ، بکر بن وائل کی آزاد کردہ باندی تھی۔
6. شمیسہ بصریہ
7. شمیسہ بنت عصمہ
8. عمرہ بنت عبدالرحمٰن بن سعد بن زرارہ الانصاریہ المدنیہ، جس کو حضرت عائشہ نے پالا تھا۔
9. کلثم ان کو ام کلثوم بنت عمرو القرشیہ بھی کہا جاتا تھا۔
10. طفلہ ام عمرو بنت خوات بن جبیر بن النعمان بن امیہ بن امراٗ القیس بن ثعلبہ بنت عمرو بن عوف بن مالک اوسی
11. مشیلۃ المکیتہ، جو یوسف بن ماہک المکی کی ماں تھی۔
12. میمونۃ بنت الولید بن الحارث بن عامر بن نوفل الانصاریہ، جو ام ورقہ کے نام سے مشہور ہیں۔
13. ھند بنت زبان البصریۃ
14. ام بکر اس کو ام ابی بکر بھی کہتے ہیں
15. ام ذرہ المدنیہ، جو حضرت عائشہ کی آزاد کردہ غلام تھی
16. عمرہ، مقاتل بن حیان کی پھوپھی
17. صفیہ بنت ابی عبید بن مسعود الثقفیہ، جو عبداللہ بن عمرو کی بیوی تھی
18. ذرہ
19. نائلہ بنت الفرافصہ الحنفیہ
20. ربطۃ الحنفیہ
21. ام شبیب العبدیہ، جو بصرہ کی رہنے والی تھی

22. طیبہ بنت المعلل ابو السفر کی بیوی
23. حضرت عائشہ کی آزاد کردہ باندی ام علقمہ
24. غزیلۃ
25. قیس بن ابی حازم کی بیوی زینب
26. سلمیٰ بنت کعب الاسدیہ
27. اسماء بنت عمیس الخثعمیہ
28. صفیہ بنت شیبۃ الحاجب بن عثمان بن ابی طلحہ العبدریہ
29. سلامہ بنت افعی
30. امیہ بنت عبداللہ
31. عبدالرحمٰن بن حبان الانصاری کی آزاد کردہ باندی
32. بہیہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی آزاد کردہ باندی
33. جمیلہ بنت عباد
34. خیرہ، ام المؤمنین ام سلمہ کی آزاد کردہ باندی اور حضرت حسن بصری کی والدہ۔
35. ذفرہ عبدالرحمٰن بن اذینہ کی ماں۔
36. زینب بنت نصر۔
37. سائبہ جو الفاکہ بن المغیرہ المخزومی کی آزاد کردہ باندی تھی۔
38. شمسیہ بنت عزیز بن عاقر۔
39. صفیہ بنت الحارث بن طلحہ بن ابی طلحہ العبدری۔
40. صفیہ بنت عطیہ، جدہ عتاب بن عبدالعزیز الحمانی۔
41. عبیدہ بنت نابل حجازیہ۔
42. کریمۃ بنت ہمام بصرہ کی رہنے والی تھی۔
43. ھند بنت شریک بن زبان البصریہ
44. ام جہدر العامریہ
45. ام حمید

46. ام سالم بنت مالک الراسبیہ
47. ام کلثوم بنت ثمامہ
48. ام کلثوم اللیثیہ یا المکیہ
49. ام محمد، زید بن جدعان کی بیوی اور علی بن زید بن جدعان کی والدہ
50. امۃ بنت وھب
51. ام کلثوم بنت ابی بکر
52. حفصہ اور اسماء محمد بن ابی بکر کی بیٹیاں۔
53. حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی دو بیٹیاں۔

یہ کچھ خواتین کے نام ہیں جنہوں نے براہ راست حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے علم حاصل کیا اور دوسروں تک پہنچایا، اس زمانے میں باقاعدہ دینی مدارس نہیں تھے۔ اس کے باوجود اس زمانے کے دستور کے مطابق دور دور سے مصر، عراق، شام، کوفہ، بصرہ، مکہ اور خود مدینہ کی پسگردائی سے خواتین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے علم حاصل کرنے مسائل اور فتویٰ دریافت کرنے آتی تھیں۔ خود بھی علم حاصل کرتی تھیں اور اپنے شہروں میں جاکر دوسروں کو زیور علم سے مزین کرتی تھیں۔ ان سے جن عورتوں اور مردوں نے علم حاصل کیا انہوں نے بعد میں آنے والے لوگوں تک علم پہنچایا، یہ خاموش علمی تحریک ایک نسل کے بعد دوسرے نسل تک جاری رہی۔ یہاں تک کہ قرآن وحدیث کا علم دنیا کے طول وعرض میں پہنچ گیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بحیثیت طبیبہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا علم طب میں بھی بڑی ماہرہ تھیں۔ ابن ابی ملیکہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا صدیق اکبر کی بیٹی ہونے کے باوجود بے نیازی سے شعر پڑھتی ہو اور طب بھی بیان کرتی ہو، یہ علم آپ کو کہاں سے حاصل ہوا۔ فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوتے تھے تو ان کے پاس عرب دنیا کے بڑے وفود آتے تھے، وہ آنحضرت کو ان کی بیماری کے متعلق نسخے بتاتے تھے، میں یاد کرلیتی۔[45]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نظر کا بھی علاج فرماتی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

امرنی رسول الله ان استرقی من العین[46]

"مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا کہ میں نظر کا علاج کروں"

ام المؤمنین کا شاعری کے ساتھ شغف

عرب میں شاعری کو وہ مقام حاصل تھا جو ہمارے زمانے میں ذرائع ابلاغ کو حاصل ہے۔ اس زمانے میں شاعر کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔

جو لوگ شعر خود کہہ نہیں سکتے تھے وہ بھی اپنے شعراء کے شعر بڑے شوق سے کہتے تھے۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی زمانہ جاہلیت کے شعراء کے اشعار خوشی سے سنتے تھے۔ چنانچہ جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہ:

"میں ایک سو سے زائد مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھا۔ اصحاب شعر پڑھتے تھے اور جاہلیت کے زمانے کی یاد تازہ کرتے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہتے کبھی کبھی مسکراتے بھی رہتے تھے۔" 47

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمانہ جاہلیت کے شعراء میں سے امیہ بن ابی صلت کو زیادہ پسند فرماتے تھے۔ عمر بن شرید روایت کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سوار تھا۔ آپ نے فرمایا:

"تم کو امیہ بن صلت کے اشعار یاد ہیں؟ میں نے عرض کیا۔ ہاں: آپ نے فرایا، سناؤ! میں نے ایک شعر سنایا، فرمایا اور سناؤ۔ میں نے دوسرا شعر سنایا، فرمایا اور سناؤ حتیٰ کہ میں نے ایک سو شعر سنائے۔"48

اسی طرح جاہلیت کے مشہور شاعر لبید کو بھی پسند فرماتے تھے۔ حضرت ابوہریرہ ضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کلام عرب میں سب سے بہترین کلام لبید کا ہے، لیکن خبردار اللہ کے سوا ہر چیز باطل ہے۔"49

مسند احمد میں ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی خبر بیان فرماتے تھے تو طرفہ کے بیت سے تمثیل بیاں فرماتے تھے۔"50

ایک اور روایت ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا سے مروی ہے، فرماتی ہیں کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک یہودی عالم کے یہ اشعار اکثر سنایا کرتے تھے:

ارفع ضعیفک لا یجربک ضعفہ　　　　یوما فتدرک العواقب قدنما

یجزیک او یثنیٰ علیک و ان من　　　　اثنیٰ علیک بما فعلت کمن جزا۔51

"اپنے زمانے کے ضعیف کے رتبے کو بڑھاؤ، اس کا ضعف تجھے کمزور نہ کرے کیونکہ وہ وقت آئے گا کہ تم اس کے نتائج دیکھو گے۔ یا تجھے اس کا بدلہ دیا جائے گا یا تیری تعریف کی جائے گی اور بیشک جس نے تیرے کیے کی تعریف کی، تو جیسا کہ اس نے تمہیں بدلہ دے دیا۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عمرۃ القضاء کے لیے مکہ پہنچے تو شاعر اسلام حضرت ابن رواحہ بھی ساتھ تھے۔ انہوں نے شعر پڑھے: اللہ کی راہ سے روکنے والے کافروں سے دور ہو جاؤ۔ آج ہم ان کے کاندھوں پر تلواروں کی ایسی ضربیں لگائیں گے کہ دوست بھی اپنے دوستوں سے محروم ہو جائیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تم ایسے شعر کیوں پڑھتے ہو، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اے عمر رضی اللہ عنہ ! اس کو چھوڑ دے: اللہ کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے اس کا کلام ان کے اوپر نیزوں سے بھی بھاری ہے۔"52

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسان بن ثابت کے لے مسجد میں

منبر بنوایا، جن پر کھڑے ہو کر مشرکوں کے گستاخانہ شعروں کے جواب دیا کرتے تھے۔"[53]

ان سب روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ادب اور شاعری کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی پسند فرمایا کرتے تھے اور شاعری کے ذریعے سے تربیت بھی فرماتے تھے، جیسے یہودی شاعر کے کلام والی روایت سے پتا چلتا ہے، جو آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کو بار بار سناتے تھے۔ جس میں سماج کے ضعفاء کو بلند کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل تھی، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شاعری کا ذوق بھی سیکھا اور حضور کے ذوق شاعری کو اپنے اندر منعکس کیا اور شاعری میں ایک مقام اور شان حاصل کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا ادب عربی کی گہرائیوں سے واقف ہوئیں اور آپ نے ادب عربی میں پختگی پیدا کرنے کے لئے شاعری پر زور بھی دیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

تعلموا الشعر فانه يعرب السنتكم[54]

"شعر سیکھو یہ تمہاری زبان میں فصاحت وبلاغت پیدا کرے گیا"

اگر غور کیا جائے تو زبان کے اندر فصاحت وبلاغت پیدا کرنے کے لئے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ ایک ایسا شاندار اصول بیان کیا ہے کہ جو تمام زبانوں کے لئے اصل الاصول کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ شاعری کے بارے میں ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے بہترین اصول بیان فرمایا ہے کہ:

الشعر كلام فيه حسن و قبيح [55]

"شعر ایک کلام ہے، جو اچھا بھی ہوتا ہے تو برا بھی ہوتا ہے"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو لبید کے بارہ ہزار اشعار یاد تھے:

اوپر گزرا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم لبید کی شاعری کو پسند فرماتے تھے: شاید یہی سبب تھا کہ حضرت عاشہ رضی اللہ عنہا نے لبید کے بارہ ہزار اشعار یاد کر لیے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ فرمایا:

"میں نے لبید کے بارہ ہزار اشعار روایت کیے ہیں، یہ ان اشعار کے علاوہ ہیں جو ان کے علاوہ دوسروں کے میں نے روایت کئے ہیں"[56]

عردہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک دن لبید کا یہ شعر پڑھا:

ذهب الذى يعاش فى اكنافهم وبقيت فى خلف كجلد الا حراب[57]

"وہ چلے گئے جن کی حفاظت میں زندگی گزاری جاتی تھی۔ باقی ہم ایسے لوگوں کے درمیاں رہ گئے ہیں جو خارشی اونٹ کی چمڑی کی طرح ہیں"

یہ شعر پڑھ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اگر لبید ہمارا زمانہ پاتے تو اس کا کیا حال ہوتا؟ عروہ نے کہا اگر ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہمارا زمانہ دیکھتیں تو ان کا کیا حشر ہوتا؟

شعر سنا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کرنا

روایت میں آتا ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ کام میں مشغول ہونے کے سبب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک سے پسینہ موتی کے دانوں کی طرح ٹپک رہا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اگر آپ کو ابو کبیر ہذلی دیکھتے تو وہ اپنے ایک شعر کا آپ کو زیادہ حقدار جانتے، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عائشہ رضی اللہ عنہا ابو کبیر کیا کہتے ہیں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا وہ کہتے ہیں:

ومبرأمن کل غیر حضینة　　　و فساد مرضعة وداء مغیل
و اذا نظرت الی اسرة وجهه　　　برقت کبرق العارض المتهلهل

"ان کی عورتیں ماہواری کے علاوہ ہر عیب سے پاک ہیں، فساد اور متعدی بیماری سے پاک ہیں، تم جب اس خاندان کو دیکھو گے تو تمہارا چہرہ خوشی سے چمک اٹھے گا۔"

سننے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں جو تھا وہ چھوڑ کر اٹھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف چلے ان کی آنکھوں کے درمیاں چوما اور فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا تمہیں اللہ جزائے خیر دے میں کسی سے اس طرح خوش نہیں ہوا ہوں جس طرح تم سے خوش ہوا ہوں۔[58]

عرب خوشی اور غم دونوں حالتوں میں شعر پڑھتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی ایسے مواقع پر مناسب اشعار پڑھتی تھیں، چنانچہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت ابو بکر پر سکرات کا وقت آیا تو میں نے پڑھا:

لعمرک مایغنی الثراء عن الفتی　　　اذا خرجت یوما و ضاق بها الصدر

"تیری عمر کی قسم! زمین تیرے جیسے جوان سے بے نیاز نہیں جب ایک دن تم نکلے گا اور سانس گلے میں اٹک جائے اور سینہ تنگ ہونے لگے"
تو حضرت ابو بکر نے فرمایا: بیٹی اس طرح نہ کہو بلکہ یوں کہو: وجائت سکرۃ الموت بالحق ذالک ماکنت منہ تحید۔ "موت کی سختی حق بن کر آگئی، یہی وہ چیز تھی جس سے تم بھاگتے تھے۔"[59]

راوی روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس موقع پر حاضر نہ ہو سکیں تو ان کی قبر پر حاضر ہوئیں اور فرمایا: اے میرے بھائی اگر میں تیری وفات کے وقت حاضر ہوئی ہوتی تو تیری قبر کی زیارت نہ کرتی۔ اس کے بعد یہ شعر پڑھا۔

کنا کندمانی جذیمة حقبة　　　من الدهر حتی قیل لن یتصدعا
فلما تفرقناکانی و مالکا　　　لطول اجتماع لم نبت لیلة معا[60]

"ہم ایک زمانے تک جذیمہ قبیلے کے دوستوں کی طرح تھے، حتیٰ کہ کہا گیا کہ یہ کبھی جدا نہ ہوں گے، جب ایک زمانے کے بعد ہم جدا ہو گئے تو

ایسالگ رہاتھا کہ ایک رات بھی ساتھ نہیں رہے۔"

اس طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا عربی شاعری پر قدرت کی وجہ سے ہر موقع اور محل کے مطابق اچھے شعر کہہ سکتی تھیں۔ شاعری پر ان کو بڑا دسترس حاصل تھا اور ادب عربی کا اہم سرمایہ شاعری پر مشتمل تھا۔

خلاصہ / نتائج

1. عائشہ صدیقہ بنت ابو بکر صدیق، لقب حمیراء، کنیت ام عبداللہ کی ولادت 5 جولاء 614ع کو ہوئی۔
2. حضور اکرم ﷺ کے ساتھ ان کا نکاح نبوت کے گیارھویں سال ماہ شوال میں ہوا۔
3. آپ رضی اللہ عنہا کی نکاح کے وقت عمر چھ سال تھی، جبکہ رخصتی کے وقت نو سال تھی. نکاح مکہ مکرمہ میں اور رخصتی ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں سن 2 ھجری میں ہوئی۔
4. بی بی صاحبہ 67 برس کی عمر میں 17 رمضان سن 57 ہجري میں حضرت امیر معاویہ کی خلافت کے پچھلے دور میں فوت ہوئیں. ان کی نماز جنازہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہا نے پڑھائی۔
5. حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد 46 سالوں تک زندہ رہیں. حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ 9 سالوں کا عرصہ رفاقت میں رہی۔
6. ام المؤمنین رض اللہ عنہا قرآن، حدیث، فقہ، اجتہاد، تاریخ عرب، عربوں کے حسب نسب, عربی شعر و ادب اور طب نبوي کی ماہرہ تھیں۔
7. حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے افراد معاشرہ کی تعلیم و تربیت کے سلسلے میں بے مثال کارنامے سرانجام دیے۔
8. خاص طور پر عورتوں کی تعلیم و تربیت میں ان کے کارنامے زیادہ نمایاں ہیں۔ انہوں نے عموما تفسیر، حدیث اور فقہ میں بے مثال کارنامے سرانجام دیے۔
9. وہ اہل بیت رسول تھیں۔ حضور ﷺ کے گھر میں رہ کر فرمان الٰہی: واذکرن مایتلی فی بیوتکن من آیات اللہ والحکمۃ کے مطابق بیت الرسول ان کے سیکھنے کی جگہ اور رسول اللہ ﷺ ان کے معلم تھے۔ جن سے سیکھا، سمجھا اور آنحضرت ﷺ کے علوم کی ماہرہ بنیں۔
10. صحابہ وتابعین نے ان سے بہت سی روایات نقل کی ہیں۔
11. حدیث کی روایت میں کثرت روایات سے شہرت پانے والے اصحاب میں ان کا تیسرا نمبر شمار کیا گیا ہے، چھ صحابہ جن سے ایک ہزار سے زائد احادیث مروی ہیں ان میں ام المؤمنین رضی اللہ عنھا بھی شامل ہیں۔ ان کے علم کو تمام ازواج مطہرات کے مکمل علم سے زیادہ شمار کیا گیا۔ تابعین نے ان کی فقہی آراء سے استفادہ کیا۔ ان کو لوگوں میں سب سے زیادہ فقیہ اور صائب الرائے قرار دیا گیا۔
12. فقہ میں ان کے تفردات بھی ہیں۔

13. آپ سخاوت میں بھی روشن نام رکھتی تھیں۔ عربی شاعری میں ان کو بڑی دسترس حاصل تھی، آنحضرت ﷺ کو شعر سنایا کرتی تھیں۔ مطلب کہ آپ رضی اللہ عنہا کی زندگی امت کی خواتین کے لیے ایک بہترین مثال ہے۔

حوالہ جات

1. لسان العرب لابن منظور۔ طبع دار صادر: ج13ص431، قال: "وکانت العرب تسمی العجم الحمراء لغلبۃ البیاض علی الوانھم، ویقولون لمن علا لونہ البیاض أحمر۔"
2. ابن قتیبۃ، النھایۃ فی غریب الأثر، طبعۃ المکتبۃ العلمیۃ دار احیاء التراث العربی، بیروت: ج1ص438
3. دائرۃ المعارف الاسلامیہ: مطبوعہ لاہور 1964ء، جلد12 صفحہ 707،
4. ابن سعد، ابوعبداللہ، محمد بن سعد البصری، طبقات ابنِ سعد، اردو ترجمہ، نفیس اکیڈمی، کراچی 1987ء ج،2 حصہ،8 ص،55 تا 70
5. طبری، علامہ، جعفر محمد بن جریر، تاریخ طبری، اردو ترجمہ، نفیس اکیڈمی کراچی، 1952ء ج3، ص222
6. ابن سعد، ابوعبداللہ، محمد بن سعد البصری، طبقات ابنِ سعد، اردو ترجمہ، نفیس اکیڈمی، کراچی 1987ء ج7، ص،33
7. بخاری، محمد بن اسماعیل، ابوعبداللہ، صحیح بخاری، دار ابن کثیر الیمامہ بیروت، 1987ء رقم ۳۲۷
8. بھٹو، مسز جبین، تحقیقی مقالہ، ازواج مطہرات، ص: ۱۴
9. سورۃ الاحزاب 34:33
10. سورۃ یوسف ۱۲: ۱۱۰
11. بخاری، رقم ۴۶۹۵۔
12. سورۃ النساء ۴: ۱۲۳۔
13. سورۃ الانشقاق ۸۴: ۷۔۸۔
14. ابوداؤد، رقم ۳۰۳۹۔ ترمذی، رقم ۲۴۲۶۔ موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۴۲۰۰۔
15. سورۃ البقرہ ۲: ۲۸۴۔
16. سورۃ النساء ۴: ۱۲۳۔
17. ترمذی، رقم ۲۹۹۱۔
18. سورۃ الاحزاب ۳۳: ۳۷۔
19. سورۃ الاحزاب ۳۳: ۴۰۔
20. سورۃ الاحزاب ۳۳: ۴۔۵۔
21. مسلم، ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری، دار ابن کثیر الیمامہ بیروت، 1987ء رقم ۳۵۹۔ ترمذی، رقم ۳۲۰۷۔
22. سورۃ المومنون ۲۳: ۶۰۔۶۱۔
23. ترمذی، ابوعیسی محمد بن عیسی، سنن الترمذی، دار احیاء التراث العربی، بیروت رقم ۳۱۷۵۔ ابن ماجہ، رقم ۴۱۹۸۔ موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۵۲۶۳۔
24. سورۃ الزمر ۳۹: ۶۷۔

25. سورۃ ابراہیم ۱۴: ۴۸۔
26. مسلم، رقم ۱۵۸۱۷۔ ترمذی، رقم ۳۲۴۱۳۔ ابن ماجہ، رقم ۴۲۷۹۔ موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۴۰۶۹۔
27. سورۃ بنی اسرائیل ۱۷: ۱۱۰۔
28. بخاری، رقم ۶۳۲۷۔ مسلم، رقم ۹۳۳۔
29. ترمذی، ابوعیسی محمد بن عیسی، سنن الترمذی، داراحیاء التراث العربی، بیروت، حدیث: 3883۔
30. الحاکم، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ النیساپوری، المستدرک علی الصحیحین، دار الکتب العلمیہ بیروت، سن اشاعت: 1990ء حدیث: 6734۔
31. العصامی، سمط النجوم العوالی فی انباء الاوائل والتوالی 1-193-مصدر الکتاب: موقع الوراق http:/www.alwarraq.com
32. انور، امداد اللہ مولانا: تفسیر ام المؤمنین عائشۃ الصدیقۃ، دار المعارف ملتان، 2013ء، ص: 58
33. الحاکم، المستدرک علی الصحیحین، 15/4، حدیث: 6748۔
34. ابوالعباس احمد الانصاری قرطبی، المفہم لما اشکل من تلخیص مسلم ص64 ج02، المصدر: موقع شبکۃ مشکاۃ الاسلامیہ
35. مصنف ابن ابی شیبۃ 276/5، حدیث: 26044۔
36. العسقلانی فی الاصابۃ 18/8
37. وقرن فی بیوتکن ص125 ج1
38. محمد برہان، نساء حول الرسول ص16 ج1، موقع شبکۃ مشکاۃ الاسلامیہ http://www.almeshkat.net
39. ابن عبدالبر فی الاستیعاب، 1883/4
40. بیہقی احمد بن الحسین بن علی بن موسی: السنن الکبری وفی ذیلہ الجوہر النقی حدیث: 9343
41. قرطبی، ابوعبداللہ، محمد بن احمد الانصاری: تفسیر قرطبی 2/ص: 185، انتشارات ناصر خسرو طہران ایران، 1372ء
42. بخاری، محمد بن اسماعیل: صحیح بخاری، دار ابن کثیر الیمامہ بیروت، 1987ء، حدیث نمبر: 2155۔
43. بخاری، محمد بن اسماعیل، ابوعبداللہ، صحیح بخاری، حدیث: 314
44. البوصیری، احمد بن ابی بکر بن اسماعیل، اتحاف الخیرۃ المہرۃ، حدیث: 3/658 بزوائد المسانید العشرۃ 2/6513
45. محمد بن عیسی بن سورۃ بن موسی بن ضحاک الترمذی، سنن الترمذی، حدیث: 285، داراحیاء التراث العربی، بیروت
46. قشیری، مسلم بن حجاج ابوالحسین، نیشاپوری: صحیح مسلم حدیث: 6022، داراحیاء التراث العربی بیروت
47. محمد بن عیسی بن سورۃ بن موسی بن ضحاک الترمذی، سنن الترمذی، حدیث: 2849، داراحیاء التراث العربی، بیروت
48. مسلم بن الحجاج القشیری النیساپوری: الجامع الصحیح للمسلم حدیث: ۶۰۲۲ داراحیاء التراث العربی بیروت
49. ترمذی، محمد بن عیسی بن سورۃ: سنن الترمذی حدیث: 2849 داراحیاء التراث العربی بیروت
50. احمد بن حنبل الامام: مسند احمد حدیث: 24023 موسسہ قرطبہ مصر
51. الحصری، زہر الآداب وثمر الالباب 211/1 مصدر الکتاب موقع الوراق http:/www.alwarraq.com

52. سید مرتضی عسکری علامہ: احادیث ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنھا237ج3،ادوار من حیاتھا ص42ج3،ناشر: التوحید للنشر، طبع:5،1944ء

53. المعجم الکبیر، المکتبۃ الالفیۃ المکۃ المکرمۃ، المملکۃ العربیۃ السعودیۃ، حدیث:3581

54. مرزبانی، نور القبس 1/1-1 مصدر الکتاب http:/www.alwarraq.com

55. الیوسی، زھر الاکم فی الامثال والحکم 20/1 مصدر الکتاب:http:/www.alwarraq.com

56. ایضا 19/1

57. المیمنی، سمط الاآلی 118/1، مصدر الکتاب:http:/www.alwarraq.com

58. علی بن حسام الدین المتقی الھندی، کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال 35718، ناشر: مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت 1989ء

59. ایضاً

60. الزجاجی، اخبار ابی القاسم، 72/1، مصدر الکتاب: موقع الوراق http:/www.alwarraq.com